سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کی روایت

The Tradition of Seerat Nigari in Siraiki Prose

ڈاکٹر محمد ممتاز خان [i] ڈاکٹر عصمت اللہ شاہ [ii]

Abstract:

Routines, manners, customs, personalities, and life experiences of individuals are generally referred to as biography, but the study of the biography of Hazrat Muhammad (P.B.U.H.) is known as "Seerat Nigari.". In Saraiki prose, "Seerat Nigari" started in the 1970s. The early articles appeared in the monthly "Saraiki Adab" published from Multan. Dilshad kalanchvi is the first prose writer who laid the foundation of Seerat Nigari in Saraiki prose. Dr. Mahar Abdul Haq, Siddique Shakir, Faqeer Muhammad Shafi Ahmadani, Fida-e-Athar, Dr. Sajjad Haider Pervez, Musarrat Kalanchvi, Mehboob Tabish, Irshad-ul-Asar Jafari, and Hafeez Tahir Ghotia are the Saraiki prose writers who wrote valuable books about Seerat and attempted to highlight the untouched aspects of Hazrat Muhammad's (P.B.U.H.) life and personality. This is the precise chronological aspect of Saraiki Seerat Nigari, but it is comparable to other regional languages in Pakistan in terms of both quality and quantity.

Keywords: *Biography, Prophet, Islam, Characterization, Seerat, Seerat Nigari, Manners, Customs, Saraiki Prose, Saraiki Adab, Pakistan, Dilshad Kalanchvi.*

افراد کے معمولات ، آداب ، رسوم و رواج ، شخصیات اور زندگی کے تجربات کو عام طور پر سوانح حیات کہا جاتا ہے لیکن حضرت محمدؐ کی حیات کے مطالعہ کو ''سیرت نگاری'' کہا جاتا ہے۔ سرائیکی نثر میں ''سیرت نگاری'' کا آغاز ۱۹۷۰ کی دہائی میں ہوا۔ ابتدائی مضامین ملتان سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''سرائیکی ادب'' میں شائع ہوئے۔ دلشاد کلانچوی پہلے نثر نگار ہیں جنھوں نے سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق ، صدیق شاکر ، فقیر محمد شفیع احمدانی ، فدائے اطہر ، ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز ، مسرت کلانچوی ، محبوب تابش ، ارشاد العصر جعفری اور حفیظ طاہر گھوٹیا وہ سرائیکی نثر نگار ہیں جنھوں نے سیرت کی کتابیں لکھیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زندگی اور شخصیت کے اچھوتے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۵۰ سالوں پر محیط سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کا کام معیار اور مقدار کے حوالے سے اتنا ضرور ہے کہ جسے پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کے کام سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: سوانح حیاتِ ، پیغمبر ، اسلام ، کردار ، سیرت ، سیرت نگاری ، آداب ، رسم و رواج ، سرائیکی نثر ، سرائیکی ادب ، پاکستان ، دلشاد کلانچوی۔

سیرت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا اصل متن 'السیرۃ' ہے۔ اس کا اصل مادہ 'سیر' سے مشتق ہے جس کا مطلب 'چال' ہے۔ اسی طرح اچھے کردار اور مزاج کی باہمی مطابقت کو ''حُسن السیرۃ'' بھی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالروف ظفر نے اپنی کتاب اسوۂ کامل میں ابنِ منظور کی لغت لسان العرب کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''السیر کے معنی چلنا پھرنا ہے۔''[۱] جب کہ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی مصباح اللغات میں درج کرتے ہیں کہ :۔

> 'السیرہ'، 'سار' کا اسم ہے۔ یہ عادت، طریقہ کار، چال چلن، ہیئت، سوانح عمری اور لوگوں کے باہمی روابط کا انداز قرار پایا ہے۔[۲]

---

i ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ سرائیکی ، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور (Corresponding Author)

ii اسسٹنٹ پروفیسر ، شعبہ سرائیکی ، گورنمنٹ صادق ایجرٹن گریجویٹ کالج ، بہاول پور۔

عرفِ عام میں سیرت نگاری کا مطلب پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ کی حیاتِ مقدسہ کے مطالعہ کو لیا جاتا ہے۔ اس شخصی مطالعے کی تکرار نے جہاں لفظ سیرت کے معانی و مطالب کو مختص کر دیا ہے، وہاں اس لفظ کی گہرائی اور گیرائی نے اپنے اپنے حدود و قیود کے تعین کا بھی فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ لہٰذا سیرت کے اجمالی اور عمومی خاکے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی حیاتِ طیبہ کے ورودِ مظہری سے لے کر وصالِ ظاہری تک اقوال و افکار کے مجموعی مطالعے اور صادق تجزیے کا نام سیرت ہے۔

حضرت محمدؐ کی تشکیلِ روح اور تکمیلِ وجود میں آنے کے بعد خوبیِ اخلاق حسنہ، اقوالِ صادقیہ اور افعالِ اشرافیہ سے متصّف سیرت کا تعین آیاتِ قرآنی میں فرمودات سبحانی کی صورت میں جا بہ جا مرقوم ہے۔ اُمّتِ محمدیہؐ میں سے تخلیق کی خداداد صلاحیت رکھنے والے اُدباء اور شعراء نے اپنے اپنے انداز میں سیرتِ نبویؐ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کر کے اپنی عقیدت و مودّت کا اظہار کیا۔ سرائیکی شاعری کی ہزار سالہ روایت میں حمد اور نعت کے اعلیٰ شہکار اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اس خطے کے مسلمان عشقِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ کے جذبے سے ہمیشہ سرشار رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ منظوم سیرت نگاری کے اعلیٰ نمونے بھی سامنے آتے رہے۔ سرائیکی نثر کی بات کی جائے تو شاعری کے مقابلے میں اُس کی عمر بہت کم ہے اور اگر سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کے ارتقاء کا جائزہ لیا جائے تو اس کے ابتدائی نمونے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں مختلف رسائل میں چھپنے والے مضامین کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز کے بقول:

> ماہنامہ "سرائیکی ادب" ملتان میں مولانا نور احمد فریدی کے دو مضمون "انجیل وچ رسولؐ اللہ دی پیشین گوئی" (فروری ۱۹۷۲ء) اور "وما ارسلنك الا رحمتہ اللعالمین" (اپریل ۱۹۷۳ء) کے علاوہ "حلیمہ دا لعل" (جون ۱۹۸۱ء) ابنِ کلیم کی تحریر اس کی مثالیں ہیں۔ [۳]

سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کے حوالے سے ابتدائی مضامین عنایت علی خان میرانی کے ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان میں سامنے آتے رہے۔ یوں نثر میں سیرت نگاری کا رجحان فروغ پاتا رہا۔ ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان (۱۹۷۶ء) کے ایک مضمون "خطبہ حجتہ الوداع" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

> اے خطبہ اسلام وچ ہک دستور تے بنیادی اصول دی حیثیت رکھیندا ہے۔ رسول اللہؐ ایہ خطبہ آخری حج دے موقعے تے تمام مسلمان دے سامنے ڈِتا ہا۔ اے خطبہ تمام مستند حدیثاں دیاں کتاباں وچ مذکور اتے منقول ہے۔ او سارا جمع کرتے پیش کیتا ویندا اپئے۔ [۴]

اسی طرح معروف سرائیکی نثر نگار شیما سیال کا ایک مضمون "لاریب" کے عنوان سے ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان (۱۹۸۲ء) میں شائع ہوا، جس کا اقتباس پیشِ خدمت ہے:۔

اُنہاں دی سیرت سراپا راستی، گمناماں کوں رفعت بخش ڈیوݨ والے، مجھولاں کوں نام ور کر ڈیوݨ والے، قلّت کوں کثرت اتے تنگ دستی کوں غِنا نال بدل ڈیوݨ والے۔ او سیرت توں صورت تائیں، روح توں جسم تائیں، سِر توں پیراں تائیں پاکی، دلکشی، اُنس، محبت، رحمت تے سخاوت دی انتہا کوں پہنچے ہوئے ہن۔[۵]

نامور ادیب، شاعر اور کالم نگار منصور آفاق بھی سرائیکی سیرت نگاری کے حوالے سے ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان میں مضامین لکھتے رہے۔ جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارے میں "حُسنِ محمدیؐ" کے عنوان سے چھپنے والے اُن کے ایک مضمون میں سے اقتباس بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ہمدان آکھدے ہن جو لوکاں میکوں مجبور کیتا جو میں حضورؐ دے رُخِ اقدس کوں کہیں نال تشبیہ ڈیواں تاں میں آکھیا جو حضورؐ دا چہرہ چوڈویں دا چن ہے۔ میں آپؐ جیہاں سوہݨا اج تئیں نہیں ڈٹھا۔ حضرت کعب بن مالک فرمیندے ہن جو جڈاں حضورؐ دے مکھڑے تے خوشی دے آثار نمودار ہوندے تاں چہرہ اینویں چمکدار ہوندا ہئی جو ڈیہنھ دا ٹوٹا ہے۔ یعنی حُسن آپؐ دے مکھڑے دے وچ لہہ آندا ہئی۔[۶]

اب سرائیکی نثر میں سیرت نگاری کی باقاعدہ کتب کا جائزہ لیتے ہیں۔ سرائیکی زبان میں سیرت کے موضوع پر لکھی جانے والی پہلی کتاب کے مصنف ہونے کا دعویٰ کرنے والے عطا محمد دلشاد کلانچوی نے سیرت کے موضوع پر تین کتابچے لکھے۔ ان میں پہلا بہتر صفحات پر مشتمل جڈاں رسول کریمؐ بال ہن (مطبوعہ ۱۹۷۵ء)، دوسرا باون صفحات پر مشتمل جڈاں رسول کریمؐ نینگر ہن (مطبوعہ ۱۹۷۶ء)، اور تیسرا حصہ جڈاں رسول کریمؐ کوں نبوت مِلی (مطبوعہ ۱۹۷۹ء) پچانوے صفحات پر مشتمل ہے۔ گویا پیغمبرِ اسلامؐ کے منصبِ نبوت پر متمکن ہونے تک کے سفر کو دو سو اُنیس صفات میں قلم بند کیا گیا ہے۔ نمونۂ تحریر دیکھیے:

معجزہ کہیں ایجھے کم کوں آکھدن جیڑھا جو عقل سمجھ کنوں باہر ہووے تے کہیں روحانی طاقت نال کیتا ونجے۔ انسانی دل و دماغ معجزہ جہیں کوئی شئے پیش نہیں کر سگدا۔[۷]

سرائیکی زبان کی خدمت اور تحقیق میں جس شخص نے "بابائے سرائیکی" کا لقب حاصل کیا، وہ

جناب عطا محمد دلشاد کلانچوی ہیں۔ موصوف نے ستر سے زائد کتب تخلیق کیں۔ اُنھوں نے اردو ادب کے شہرۂ آفاق شہ پاروں کو سرائیکی زبان میں ترجمہ کرکے اِس زبان کے دامن میں نثری دولت کے انبار لگا دیے۔ سرائیکی زبان کی جملہ اصنافِ ادب میں سب سے زیادہ لکھنے والی شخصیت سیرت کے میدان میں کیسے پیچھے رہ سکتی تھی۔ انھوں نے رسول کریمؐ دے معجزے کے عنوان سے ایک سیرت کی کتاب تحریر کی۔ دو سو سولہ صفحات کے اس سرائیکی ترجمے کے لیے دلشاد کلانچوی نے احمد سعید دہلوی کی کتابِ سیرت سے استفادہ کیا اور ۱۹۸۳ء میں سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور سے شائع کرائی۔ اس کتاب کو نو ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔ نمونے کے طور پر ایک نثری اقتباس درج ذیل ہے:

> بخاری شریف کنوں روایت ہے جو ابو ہریرہ فرمیندن ہک ڈینھ میں بکھا ہم نبیؐ سئیں میکوں اپنْے مکان تے نال گھِن گئے گھر اچ کہیں جاہوں ہک پیالا کھیر دا ہدیہ آیا ہویا ہا۔ آپؐ نے فرمایا ونجو صُفہ والیاں کوں سڈ آؤ۔ اُنھاں ساریاں ڈڈھ بھرتے پیتا پر پیالے اچ کھیر اجاں وی بچ گیا۔ ۸

دلشاد کلانچوی کی لکھی گئی سیرت کی کتب کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے انتہائی سادہ، سلیس، عام فہم اور دلچسپ پیرائے میں نبی کریمؐ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

سرائیکی زبان میں لکھی گئی سیرت نگاری کی ایک معتبر کتاب کونین دا والیؐ ہے جسے ماہرِ تعلیم، محقق اور نقاد، ڈاکٹر مہر عبدالحق نے تحریر کیا ہے۔ اس کتاب کو سرائیکی ادبی بورڈ (رجسٹرڈ) ملتان نے جھوک پرنٹرز ملتان سے ۱۹۸۲ء میں چھپوایا۔ اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کتاب کو کتابیات کی تفصیل کے علاوہ اٹھارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، جس کا پیش لفظ منثور صورت میں ڈاکٹر طاہر تونسوی اور منظوم شکل میں ڈاکٹر اسلم انصاری نے تحریر کیا ہے۔ سیرت کی اس کتاب کا اولین باب "انسانیت کیا ہے" کے موضوع پر ہے، جس میں انسان کے بنیادی محرکات اور ذمہ داریوں کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے اور انسانیت کے معیارات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح باب در باب تاریخی اور جغرافیائی حدود و قیود، رسوم و رواج، ثقافت اور اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے سیرت نبویؐ کے آثار و احوال بیان کیے گئے ہیں۔ تحریر کا اسلوب عمومی اور سادگی کا علم بردار ہے۔ کونین دا والی جہاں نبی کریمؐ کی اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتی ہے، وہاں آپؐ کے روزمرہ کے معاملات کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ مثلاً:

> خیبر دے وچ چھی قلعے ہِن جتھ وِیہہ ہزار فوجی ہئی۔ حضور کریمؐ خیبر دے نیڑے پہنچے
> تاں رات تھی چکی ہئی۔ آپؐ رات کوں حملہ نہ کریندے ہِن لہٰذا اُتھائیں دیرے لا
> ڈِتونے۔ وستی دے سامنے حضور پاکؐ دعا منگی۔[۹]

کونین دا والی میں ڈاکٹر مہر عبدالحق نے نہایت خوب صورت اور عالمانہ انداز میں سیرتِ پاکؐ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اس لیے سرائیکی دینی ادب میں اس کتاب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

سرائیکی زبان و ادب کی تاریخ میں جن لوگوں نے تراجم کے ذریعے سرائیکی نثر میں اضافے کی بنیاد ڈالی ان میں ایک سر کردہ نام فدائے اطہر کا بھی ہے۔ یہ ادیب بہاول پور سے تعلق رکھتا ہے۔ اِنھوں نے علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرت النبیؐ کے ایک باب ''اخلاقِ نبویؐ'' کا سوہݨے دا خُلق کے عنوان سے سرائیکی ترجمہ ۱۹۸۲ء میں سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور سے شائع کیا۔ ایک سو پینتالیس صفحات میں سیرتِ رسولؐ کے اخلاقی پہلوؤں کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں مترجم نے مولانا شبلی نعمانی کے تعارف سے آگاہی کرائی ہے۔ اگلے باب میں مترجم نے اخلاقیات کا جائزہ لے کر قاری کی ذہن سازی کی ہے، اور تیسرے باب میں اخلاقِ نبیؐ پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب کی زبان کا اسلوب عام فہم، سادہ، سہل اور حقائق پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے یہ تحریر عوام و خواص میں مقبول ہوئی۔ نمونہ نثر ملاحظہ فرمائیں:

> سوہݨا گھر دے کم کار آپ کریندے ہَن۔ کپڑیاں کوں ٹاکی لیندے ہِن۔ گھر اچ بہاری
> ڈیندے ہِن۔ کھیر ڈوہیندے ہِن۔ جُتی پڑ تیج ویندی تاں آپ گنڈھ گھِندے ہِن۔ گڈاں
> دی سواری ہئی۔ غلاماں تے مسکیناں نال بہہ ویندے ہِن۔ ہک واری گھر توں باہر گئے
> تاں لوک تعظیم کیتے اُٹھی کھڑے تھئے پر آپ نے تعظیم اچ اُٹھݨ کنوں منع فرمایا۔[۱۰]

فدائے اطہر نے ترجمہ نگاری کے مروجہ اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سیرت النبیؐ کو اُردو سے سرائیکی قالب میں یوں ڈھالا ہے کہ اس پر ترجمے کا گمان نہیں ہوتا، اور یہی ایک کامیاب ترجمہ نگار کی خوبی ہوتی ہے۔

سرائیکی ادب کی اوّلین سیرتوں میں ایک کتاب مدنیؐ مِٹھا من ٹھار ہے جو ایک سو ننانوے صفحات اور ترپن ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف کا نام ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں سرائیکی ادبی تحریک پاکستان نے چھاپی۔ اس کتاب میں پہلی بار اسوۂ حسنہ میں شکل، عادات، رہن سہن کی اچھائی،

بہادری، سپہ سالارانہ بڑائی کے علاوہ حضورؐ کے سیاسی، قانونی اور معاشی نظام کو سرائیکی نثر میں لکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضورؐ کی اخلاقی، سماجی اور معاشرتی اصلاحات بھی بیان کی گئیں۔ مصنف نے انتہائی سادہ اور شُستہ اسلوب میں انتہائی عقیدت کے ساتھ سیرتِ محمدؐ کی جزئیات کو اجاگر کیا ہے۔ نمونہ نثر دیکھیں:

حضور اکرمؐ بیماری دے ڈینھاں اچ رہن ٗ سانگے حضرت عائشہؓ دا گھر چُنیا۔ جیندے کیتے ہِنہاں پاک ذالیں خوشی نال موکل ڈِتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دا کوٹھا نبویؐ مسیت نال رلیا ہویا ہا۔ ہنْپ تے ڈھلپ دے باوجود موت کنوں ترئے ڈینھ پہلے توڑیں نماز دی امامت فرمیندے رہے ایندے بعد آپؐ مسیت اچ تشریف نہ گھِن آ سگے۔"

ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز کی لکھی گئی سیرت پاک کی یہ کتاب سرائیکی میں اس لیے منفرد اہمیت کی حامل ہے کہ اس کا انداز انتہائی عام فہم اور پر اثر ہے۔

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر سرائیکی زبان کے جید نثر نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اِنھوں نے سیرت کے موضوع پر تفصیلی کتب لکھ کر حیاتِ طیبہ کے تمام امکانی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی سعی کی ہے۔ اس موضوع پر ان کی پہلی کتاب مئی ۱۹۹۴ء میں روحانی پرنٹنگ پریس ملتان سے سئیں سونڑھیں دی سیرت کے نام سے چھپی۔ چار سو اسی صفحات کی اس کتاب کو بارہ عنوانات اور آٹھ جغرافیائی نقشہ جات کے ذریعے معلومات کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر نے سئیں سونڑھیں دا خلق کے عنوان سے ۱۹۹۶ء میں ایک اور کتاب لکھ کر روحانی پرنٹنگ پریس ملتان سے چھپوائی۔ اس کتاب کی ضخامت پانچ سو چوالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب میں حسبِ روایت لکھاری نے "گالھ مُہاڑ"، "تشکر" اور "موہرہ" کے عنوان سے اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ کتاب کو پندرہ ذیلی ابواب میں تقسیم کر کے، سیرت کی انفرادی جزئیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلوب انتہائی سہل، رواں اور مروج پیرائے میں ہے۔

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر کی سیرت کے موضوع پر تیسری کتاب کا نام سئیں سونڑھیں دا ذکر ہے۔ ۱۹۹۷ء میں چھپنے والی یہ کتاب مجلد ہے جس کے صفحات کی تعداد تین سو چار ہے۔ اس کتاب کو سولہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے متن میں آخری نبیؐ کی مصدقہ نشانیوں کے تاریخی حوالے دے کر موضوع کی اہمیت کو دو چند کیا گیا ہے۔ مختلف انبیاء، ان کے فرامین اور معروضی حالات کی روشنی میں

حضورِ اکرمؐ کی شخصیت کو متعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کتاب میں بے شمار کتابوں کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے، گویا یہ کتاب مجموعہ الکتب ہے۔ ڈاکٹر محمد صدیق شاکر کی سئیں سونڑھیں دا جلال ۱۹۹۹ء میں سیرت کے موضوع پر چھپنے والی چوتھی کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۳۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں آنحضرتؐ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نمونہ نثر دیکھیے:

ایہ ہِک کمال نی جو سئیں ہِک فوج دے سالار ہوون، جانی وَیریاں نال لڑن تے وَل تلوار نال نہ گاٹے لہاون، نہ ہتھ پیر کپن تے نہ کوئی پھٹ مارن۔ صرف دبکے کیتے تلوار پاون تے چھکاون۔ ایہو جہیں مثال تاریخ اچ گولیں مِلسی۔[۱۲]

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر کی سیرت کی سیریز سے جُڑی ایک اور کتاب سئیں سونڑھیں دا جمال پانچ سو بانوے صفحات پر مبنی مجلد کتاب ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۰ء میں نو بہار پرنٹنگ پریس ملتان سے چھپی۔ یہ کتاب باسٹھ مختلف عنوانات میں منقسم سیرت ہے۔ اس میں حضرت محمدؐ کی ذات کے جمالیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حسبِ روایت مصنف نے اپنی تحقیق کی معاون کتب کی تفصیل آخر میں درج کرکے محققین کے لیے تاریخ میں جھانکنے کی سہولت کے لیے ایک سیڑھی فراہم کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد صدیق شاکر سرائیکی سیرت نگاری میں ایک انتہائی اہم سیرت نگار سمجھے جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے انتہائی شاندار انداز میں سیرت پاک کے تمام گوشوں کو انتہائی مہارت اور سادگی سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا ہے۔

سرائیکی زبان میں سیرت کے موضوع پر ۱۹۸۷ء میں چھپنے والی ایک اور کتاب آمنہ دا لعلؐ ہے، جسے فقیر محمد شفیع احمدانیؔ نقش بندی نے لکھا ہے۔ پانچ سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل یہ کتاب ناصر پبلی کیشنز ڈیرہ غازی خان سے چھپی۔ اس کتاب کے مندرجات کو دو سو پچاس عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے۔ گویا سیرتِ طیبہ کے تمام گوشوں پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے، بالخصوص عرب تہذیب و تمدن اور ثقافت و عقائد کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ شجرۂ نسب کو حضرت محمدؐ سے لے کر آدم علیہ السلام تک بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں مذکور انبیاء کے بارے میں خصوصی تعارفی نوٹ دیے گئے ہیں۔ اسلوب سادہ، دلچسپ اور معلوماتی ہے، جس سے یہ تاریخ نامہ لطیف نثر پارے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس کتاب میں قرآنی آیات اور احادیث کے علاوہ خواجہ غلام فریدؒ کے اشعار بھی حوالے کے طور پر موجود ہیں۔

سرائیکی سیرت نگاری کے حوالے سے ایک اور اہم کتاب مکی مدنیؐ کے عنوان سے ۲۰۰۳ء میں چھپی، جسے معروف نثر نگار مسرت کلانچوی نے تحریر کیا۔ اس کتاب میں مکالمے کے انداز میں سیرتِ رسولؐ کو بہت دلچسپ اور پُر اثر انداز میں پیش کیا ہے، جس سے یہ کتاب تخلیقی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

عیبوں خالی کے عنوان سے سرائیکی ادیب اور دانش وَر محبوب تابش نے سیرت نگاری کے حوالے سے ۸۰۰ سے زائد صفحات پہ مشتمل ایک ضخیم کتاب سرائیکی وسیب کو دان کی۔ جس میں رسول کریمؐ کی زندگی کے تمام روشن پہلو بہت خوب صورت اور دلکش انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ سیرت نگاری کے حوالے سے اب تک چھپنے والی کتب میں سب سے زیادہ ضخیم ہے۔

ارشاد العصر جعفری کی قومی ایوارڈ یافتہ کتاب اوّل نور محمدؐ سیرت کے موضوع پر مبنی مجلد کتاب ہے جس کے ایک سو چھہتر صفحات اور پینتس ابواب ہیں۔ اس کتاب کو قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان نے اسلام آباد سے ۲۰۱۸ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کا خاصہ اس کا اختصار ہے۔ اس میں تاریخِ اسلام کو اس خوب صورتی سے سمیٹا گیا ہے کہ بسا اوقات کمالِ اختصار پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ مثلاً:

> ایں عہد نامے دے مطابق اے نور مقدس اصلابِ طیبہ تے ارحامِ پاکیزہ اچ منتقل تھیندا ہویا سئیں حضرت عبداللہ علیہ السلام تک پہنچیا تے تابوتِ سکینہ وی سئیں حضرت عبدالمطلب تے ول سئیں حضرت ابوطالب علیہ السلام تک پہنچیا۔[۱۳]

سرائیکی زبان میں سیرت کے موضوع پر چھپنے والی آخری کتاب محمدؐ ہے، جسے حفیظ طاہر گھوٹیہ نے جھوک پبلشرز ملتان سے دسمبر ۲۰۲۰ء میں شائع کرایا۔ تین سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں سیرت کو تنقیدی اور تحقیقی تناظر میں ترتیب و تحریر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب معلومات کے حوالے سے انفرادیت کی حامل تو ہے سو ہے مگر مصنف کے اسلوب نے اس کتاب کو سہل، دلچسپ اور عمدگی کا حامل بنا دیا ہے۔ سرائیکی زبان کی چاشنی سے معمور یہ سیرت اہلِ بصیرت اور عشاقانِ سیرت کے لیے جذبات نگاری، جزئیات نگاری اور منظر نگاری کے حوالے سے حیرت کے نئے باب وا کرتی نظر آتی ہے۔ اس کتاب سے نمونے کے طور پر ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> محمدؐ سئیں جیلے پہلی ڈینھوار انیسہ تے عبداللہ دے نال بکریاں چھیڑ گئے تاں نماشاں کوں واپسی تے اُنھاں دے حُسّے سوجھلا پھُٹدا اچا پدا اہا۔ ہک بکری دا کھر راہ اچ تُرٹ پیا محمدؐ سئیں

اونکوں ہتھ لاتا تاں او ٹھیک تھی گیا تے بکری ساگی دُھر کدی نظرن پئے گئی۔ عبداللہ ڈسیندے جو آندیں ویندیں، راہیں پندھیں جیڑھے وَن آندے نِو کراہیں محمدؐ سئیں کوں سلام کریندے تے دُرود پڑھدے۔[۱۴]

سیرت کے آخر میں ازواج مطہرات پر خصوصی تحریر، سیرت کے مندرجات میں دلچسپی پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ کتاب کے آخر میں کتابیات کی تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے بہت ہی نایاب کتب کے حوالوں سے سیرتِ محمدؐ کو جدید طرز پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

سرائیکی نثر کی تاریخ میں سیرت نگاری کے ارتقائی سفر کے جائزے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ بھلے زمانی اعتبار سے یہ سفر صرف نصف صدی پر محیط ہے مگر معیار اور مقدار کے حوالے سے اِتنا بھرپور اور جان دار ہے کہ اسے پاکستان کی کسی بھی مقامی زبان کی سیرت نگاری کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، اسوۂ کامل (لاہور: نشریات، لاہور میٹرو پرنٹرز، ۲۰۰۹ء)، ۴۱۔
۲۔ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات (لاہور: مکتبہ قدوسیہ اُردو بازار، ۱۹۹۹ء)، ۳۹۲۔
۳۔ ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز، مختصر تاریخ زبان و ادب سرائیکی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء)، ۲۶۷۔
۴۔ عنایت علی خان میرانی، ''خطبہ حجتہ الوداع''، مشمولہ: سرائیکی ادب (ملتان: جولائی ۱۹۷۶ء)، ۳۷۔
۵۔ شیما سیال، ''لاریب''، مشمولہ: سرائیکی ادب (ملتان: جنوری ۱۹۸۲ء)، ۶۔
۶۔ منصور آفاق، ''حسنِ محمدیؐ''، مشمولہ: سرائیکی ادب (ملتان: جنوری ۱۹۸۳ء)، ۷۔
۷۔ دلشاد کلانچوی، جڈاں رسول کریمؐ کوں نبوت ملی (بہاول پور: سرائیکی لائبریری، ۱۹۷۹ء)، ۵۹۔
۸۔ دلشاد کلانچوی، رسول کریمؐ دے معجزے (بہاول پور: سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۸۳ء)، ۲۱۲۔
۹۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق، کونین دا والی (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، ڈوجھا ایڈیشن، ۱۹۸۲ء)، ۱۵۸۔
۱۰۔ فدائے اطہر، سوہݨے دا خُلق (بہاول پور: سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۸۲ء)، ۶۶۔
۱۱۔ ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز، مدنیؐ مٹھا مَن ٹھار (مظفر گڑھ: سرائیکی پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء)، ۱۳۴۔
۱۲۔ ڈاکٹر محمد صدیق شاکر، سئیں سونڑھیں دا جلال (ملتان: روحانی پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۹ء)، ۴۷۵۔
۱۳۔ ارشاد العصر جعفری، اول نور، (اسلام آباد: قلم اردو پبلشنگ کمپنی آف پاکستان، ۲۰۱۸ء)، ۱۱۰۔
۱۴۔ حفیظ طاہر گھوٹیہ، محمدؐ (ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۲۰ء)، ۷۴۔